Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۳/۷۸ | بدھ ۲۵/ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ ' ۱۳ اخاء ۱۳۷۲ ھش ' ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء نمبر ۲۲۹

مالی قربانی توفیق کو بڑھاتی ہے

جب بھی آپ خدا کی راہ میں کچھ پیش کرنے کی توفیق پاتے ہیں تو وہ توفیق آپ کی توفیق بڑھاتی ہے اور اس کے علاوہ ایک اور خدا کا فضل ہے جو ہمیشہ چندہ دینے والوں پر نازل ہوتا ہے کہ ان کی مالی حیثیت بھی پہلے سے بہتر ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ان کے قرضوں کے بوجھ کم ہونے شروع ہو جاتے ہیں ان کو جو روز مرہ کی چٹیاں پڑتی رہتی ہیں اس میں کمی آجاتی ہے۔ کئی قسم کی مصیبتوں سے وہ بچائے جاتے ہیں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اس لئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ (دین حق) اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت دین حق کا منشاء نہیں۔ (دین حق) تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے' اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردد نہ کرے' تو اس سے مؤاخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو۔ اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضاء مقصود ہو اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدم نہ کرو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۱۸)

گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج میں ایم اے عربی' ایم ایس سی فزکس میں داخلہ

○ مندرجہ بالا کلاسز میں داخلہ کے امیدواران کی درخواستیں مجوزہ فارموں پر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو سہ پہر تک کالج کے دفتر میں پہنچ جائیں۔

○ پراسپکٹس کالج کے دفتر سے روزانہ صبح ۸ بجے سے ۲ بجے سہ پہر تک حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

○ ہر امیدوار کا متعلقہ مضمون میں بی اے / بی ایس سی کے امتحان میں کم از کم سیکنڈ ڈویژن ہونا ضروری ہے۔ عمر ۲۶ سال سے زائد نہ ہو۔ داخلہ تحریری امتحان اور انٹرویو کے بعد ہوگا۔

○ لڑکوں کے لئے کالج ہوسٹل میں محدود نشستیں ہیں جبکہ لڑکیوں کے لئے رہائش کا انتظام نہیں ہے۔

باقی معلومات کالج کے متعلقہ شعبہ جات سے حاصل کریں۔

بچوں کو بھی مالی قربانی کی عادت ڈالنی چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

جہاں تک مالی قربانی کا تعلق ہے احمدی بہنیں اس میں بہت ترقی یافتہ ہیں۔ اس میدان میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بلند اور ارفع مقام عطا کیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ نہ صرف ہمیشہ اس بلند مقام پر قائم رہیں بلکہ اس مقام کی رفعتوں میں ہمیشہ اضافہ ہوتا چلا جائے کیونکہ مالی قربانی کے لحاظ سے ایک ذمہ داری ہم پر یہ بھی عائد ہوتی ہے کہ ہم (دین حق) کی ضرورتوں کی خاطر اور خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے مالی جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور اس سلسلہ میں مستورات کا ایک بڑا نمایاں حصہ (بیوت الذکر) کے لئے چندہ ہے۔ اور (بیوت الذکر) وہ جگہ ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جاتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی صدا بلند ہوتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ جو تربیتی ذمہ داری احمدی بہنوں پر عائد ہوتی ہے اس کی طرف ابھی تک پوری توجہ نہیں دی گئی شاید اس کا موقع ہی ان کو بہم نہ پہنچایا گیا ہو۔ یا شائد انہوں نے اس طرف توجہ دینا ضروری خیال نہ کیا ہو لیکن ہمیں یہ غور کرنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ بچے پر دس سال کی عمر میں (عبادت) فرض ہو جاتی ہے لیکن اس فرض کو (عبادت) کی عادت ڈالنے کے لئے اگر اس سے بھی پہلے نہیں تو کم از کم سات سال کی عمر کو جب وہ پہنچے تو اس کو (عبادت) کی طرف متوجہ کرتے رہنا چاہئے تا جب (عبادت) فرض ہو تو وہ (عبادت) کا عادی ہو چکا ہو اور (عبادت) سے پیار کرنے لگ چکا ہو۔ اور (عبادت) کی محبت اس کے دل میں گڑ چکی ہو اور وہ ذہنی طور پر اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہو کہ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے

باقی ص ۷ پر

ربوہ کے خریداران الفضل متوجہ ہوں

ربوہ کے جو احباب ماہ بماہ چندہ ادا کر کے لوکل ایجنسی سے پرچہ خریدتے ہیں۔ از راہ کرم وہ فوری طور پر اپنے مکمل پتہ سے دفتر **الفضل** کو آگاہ کریں۔ بذریعہ فون بھی اطلاع دی جاسکتی ہے۔

مینیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ۔ پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳/ اخاء ۷۲ ۱۳ہش ۱۳/ اکتوبر ۱۹۹۳ء

ہمیں کیا چاہئے

ہمیں جان عزت اور مال کا تحفظ چاہئے۔ اور صرف ہمیں کو نہیں بلکہ اس ملک کے ہر باشندے کو۔ معاشرہ کے ہر فرد کو ان باتوں کی ضرورت ہے۔ اور نہ صرف ضرورت ہے بلکہ اس کا فرض بھی ہے کہ وہ ایسی زندگی بسر کرے کہ اس کی اپنی جان۔ اسکی عزت اور اس کا اپنا مال بھی محفوظ رہے اور اس کے ہاتھوں ہر شخص کی جان۔ ہر شخص کی عزت اور ہر شخص کا مال بھی محفوظ رہے۔ اگر ایسا ہو تو ہمارا معاشرہ جنت نظیر ہو جائے۔

لیکن ہزار کوشش کے باوجود اس بات کا امکان اس معاشرہ میں کبھی کم نہیں ہوا۔ بالکل ختم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ کوئی شخص بھی شرارت اور برائی پر آمادہ نہ ہو۔ کوئی شخص بھی ایسا نہ ہو جو دوسروں کی جان عزت اور ان کے مال کے لئے خطرہ نہ بن جائے۔ معاشرہ اخلاقی دباؤ تو ڈال سکتا ہے۔ لیکن سب لوگ اخلاقی دباؤ کب مانتے ہیں۔ انہوں نے جو کرنا ہوتا ہے وہ کر گذرتے ہیں نتائج چاہے کچھ بھی ہوں۔

ایسے لوگوں کو برائی سے روکنے کے لئے اور ان کی طرف سے برائی سرزد ہو جانے کے بعد اس کے ازالہ کے لئے جو نظام مکلف ہوتا ہے اس کا نام حکومت ہے۔ اور حکومت کا کام۔ باقی تمام کاموں کے علاوہ۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ ملک کے باشندوں کی جان عزت اور مال کا تحفظ کیا جائے۔ اگر حکومت یہ کہے کہ ہم کسی برائی کرنے والے کو سنبھال نہیں سکتے اسے حدود کے اندر نہیں رکھ سکتے اس لئے ہم اسے تو آزاد چھوڑتے ہیں لیکن لوگوں سے کہتے ہیں کہ وہ اس کے سامنے نہ آئیں۔ اس کے منہ نہ لگیں۔ تو دنیا کا ہر ذی ہوش شخص ایسی حکومت کو ملامت کرے گا۔ اور اس کی یہ خواہش ہو گی کہ ایسی حکومت حکومت کرنا چھوڑ دے۔

انسان کے بنیادی حقوق اور اخلاقی حقوق اسے اس لئے ملتے ہیں کہ وہ انسان ہے۔ اگر وہ انسان نہ رہے تو بے شک یہ حقوق غصب کر لیجئے لیکن اگر وہ انسان ہے تو دنیا کی کوئی طاقت یہ جواز نہیں رکھتی کہ اس کے انسانی حقوق اس سے چھین لے۔

ہمیں کسی حکومت سے اور کچھ نہیں چاہئے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہر شخص کو اس کے انسانی حقوق ملنے چاہئیں۔ ہر شخص کی جان۔ عزت اور اس کا مال محفوظ ہو۔ ایسا ہو تو حکومت حکومت کہلانے کی حق دار ہے ورنہ وہ کچھ اور تو ہو سکتی ہے حکومت نہیں۔

کب مرے غم کی انتہا ہو گی
کب میسر تری رضا ہو گی
میرے آنسو بھی مسکراتے ہیں
یہ گناہوں کی ہی سزا ہو گی

ابوالاقبال

غزل

دیوار کے بغیر بھی در کے بغیر بھی
اہلِ جنوں تو شاد ہیں گھر کے بغیر بھی

دیکھی نہیں تو آ کے مرے دل میں دیکھ لیں
وہ ایک آگ ہے جو شرر کے بغیر بھی

اک عمر کٹ گئی ہے اسی انتظار میں
دیکھیں بشر کہیں کوئی شر کے بغیر بھی

یہ راز بھی ہے نکتۂ لولاکؐ میں نہاں
کارِ جہاں چلا نہ بشر کے بغیر بھی

سب لوگ ان کو دیکھ کے حیران کیوں نہ ہوں
سردار بن گئے ہیں جو سر کے بغیر بھی

ایسے بھی سادہ لوح زمانہ میں ہیں کہ جو
منزل کو ڈھونڈتے ہیں سفر کے بغیر بھی

آہِ رسا کو دیکھئے پہنچی ہے کس طرح
عرشِ بریں پہ راہگزر کے بغیر بھی

یہ اور بات ہے کہ وہ چلتا ہے کس طرح
چلتا ہے کام اہلِ ہنر کے بغیر بھی

وہ لوگ بھی تو قابل تعریف ہیں کہ جو
اہلِ نظر بنے ہیں نظر کے بغیر بھی

دیکھے جب ان کے جور و ستم، پھر کھلا یہ راز
ہوتے ہیں لوگ قلب و جگر کے بغیر بھی

محمود لب پہ میرے تبسم ہے، دل میں درد
ڈوبا ہوا ہوں دیدۂ تر کے بغیر بھی

ڈاکٹر محمود الحسن

تم خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرو۔ جن سے خدا تعالیٰ کا تعلق ہوتا ہے۔ ان سے خدا تعالیٰ خود کبھی نہیں توڑتا۔ (حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکارِ عالیہ

ہمارے معاشرے (ہمارے سے مراد میرا نہیں بلکہ میں تو (دین) کے معاشرے کا علمبردار ہوں اور اسی کی نمائندگی کرتا ہوں۔ چونکہ میں مشرق سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے عادتاً "ہمارے" کا لفظ زبان پر جاری ہو جاتا ہے تو مشرقی معاشرے) میں بعض بہت ہی گہری خرابیاں پائی جاتی ہیں جو ہماری یعنی احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی پر بھی اثر انداز ہیں۔

رشتوں کے معاملات میں ابھی تک ہماری خواتین کی اس حد تک اصلاح نہیں ہو سکی کہ وہ رشتے کرتے وقت اچھی لڑکی یا اچھے لڑکے کی دولت پر نظر رکھنے کی بجائے اچھی لڑکی یا اچھے لڑکے پر نظر رکھیں۔ یہ جو عادت ہے۔ یہ ہم نے بالعموم مشرقی معاشرے سے ورثہ میں پائی ہے اور اس کی بنیادیں مشرکانہ معاشروں میں قائم اور نصب ہیں۔ ہندو معاشرے میں یہ رسمیں بہت زیادہ پائی جاتی تھیں کہ رشتہ کے وقت مالی منفعتیں بھی حاصل کی جائیں۔ چنانچہ اس بدنصیبی کا ورثہ آج تک ہمارے ملک پاکستان میں جاری و ساری ہے اور ہندوستان کے بسنے والے مسلمانوں نے بھی اس سے حصہ پایا ہے جبکہ ہندو قوم اب اس سے بیزاری کا اظہار کر رہی ہے اور ہندو قوم میں نئی تحریکات چل رہی ہیں کہ ان نہایت خطرناک رجحانات کا قلع قمع کرنا چاہئے اور اگر قانون بنانے کی ضرورت بھی پیش آئے تو قانون بنا کر ان بد رسموں کا استیصال کرنا چاہئے لیکن ہمارے ہاں روزمرہ ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ بیٹے کی ماں اس خیال سے کہ بیٹا چونکہ برسر روزگار ہے اور تعلیم یافتہ ہے بہو کی تلاش میں نکلتی ہے اور بہو کے اخلاق پر نظر رکھنے کی بجائے اس کے گھر پر نظر ڈالتی ہے۔ یہ دیکھتی ہے کہ وہاں کس قسم کے صوفہ سیٹس Sofa sets ہیں۔ دنیاوی زندگی کی سہولتیں موجود ہیں کہ نہیں۔ کار ہے یا نہیں اور اگر کار ہے تو کیا وہ اپنی بیٹی کو کار جہیز میں بھی دیں گے یا نہیں دیں گے اور دیگر جائیداد پر نظر ڈالتی ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ماں اپنی بہو کی تلاش میں نہیں نکلی بلکہ انکم ٹیکس کا کوئی انسپکٹر کسی جائیداد کا جائزہ لینے کے لئے نکل کھڑا ہوا ہے۔ اس کے ایسے خوفناک بدنتائج پیدا ہوتے ہیں کہ اگر ایسی شادیاں ہو بھی جائیں تو ان کی تعمیر میں ان کی تخریب کے سامان ڈال دیئے جاتے ہیں اور ایسی شادیاں ایسی شاخ پر بنا کرتی ہیں جس شاخ نے قائم نہیں رہنا' اس نے لازماً کاٹا جانا ہے۔ زیوروں پر نگاہ ہوتی ہے۔ یہ توقع ہوتی ہے کہ کس حد تک کوئی بہو زیور مانگ کر یا پہن کر اپنا بنا کر گھر آئے گی۔ مانگنے کا لفظ تو میں نے زائد کر دیا ہے۔ جہاں تک ان کی توقع کا تعلق ہے وہ سمجھتی ہیں کہ چاہے بیٹی والا اپنی ساری جائیداد بیچ دے اپنی بیٹی کو بہت سے زیور سے آراستہ کر کے ہمارے گھر بھیجے اور امر واقعہ یہ ہے کہ ان بیٹیوں کی مائیں جو بطور بہو کسی گھر بھجوائی جاتی ہیں بعض دفعہ مانگ کر زیور دیتی ہیں اور کوشش کرتی ہیں کہ دوسرے دن خفیہ طور پر وہ زیور واپس منگوا لیا جائے تا کہ جس کی امانت ہے اس کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ بعد میں جو جھگڑے ہوتے ہیں ان میں یہ باتیں بھی سامنے آتی ہیں۔ کیسی لغو بات ہے لیکن بڑی سنجیدگی کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ ہم سے دھوکہ کیا گیا۔ بہو کو جو جھومر پہنایا گیا وہ مانگا ہوا تھا۔ جو کانٹا پہنایا گیا وہ مانگا ہوا تھا اور یا یہ کہ مانتی نہیں کہ مانگا ہوا تھا۔ کہتی ہیں دیا تھا اور واپس لے گئیں۔ ایسا ظالمانہ معاشرہ ہے کہ جس کے نتیجہ میں محبت بڑھنے کی بجائے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ مائیں جو یہ ظالمانہ طریق اختیار کرتی ہیں وہ اپنے بیٹے کی خوشیوں میں کانٹے بو دیتی ہیں اور معاشرے میں ہمیشہ کے لئے زہر گھول دیتی ہیں اور یہ باتیں پھر رکا نہیں کرتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ شکووں پر شکوے اور نہایت کمینی باتیں۔

پھر بعض مائیں ہیں وہ شاید ان باتوں کی پرواہ نہ کرتی ہوں لیکن بیٹی کی تعلیم پر بہت زور دیتی ہیں اور اس کے پس پردہ ایک بدنیت چھپی ہوئی ہے۔ ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ ایسی بیٹی گھر آئے جس کی تعلیم اس کے لئے روزی کمانے کا ذریعہ بن سکے چنانچہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ مل کر روزی کمائے اور جو کچھ کمائے وہ ہمارے سپرد کر دے۔ اب یہ نیت تو زیادہ دیر چھپی نہیں رہ سکتی۔ جب شادی ہو جاتی ہے تو ان بچیوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اب تم نوکریاں تلاش کرو۔ محنتیں کرو اور جو کچھ کمائی ہے وہ ہمارے قدموں میں ڈال دو۔ یہ تمام غیر (دینی) رسمیں ہیں اور یہ رسمیں مغرب میں مفقود ہیں۔ مغرب میں اگر گھر ٹوٹ رہے ہیں تو نفرتوں کی بناء پر نہیں ٹوٹ رہے وہاں گھر اس لئے ٹوٹتے ہیں کہ مادی لذتوں کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور انفرادیت نمو پا رہی ہے یعنی وہ پہلے سے بڑھ کر نمایاں ہوتی چلی جا رہی ہے اور دنیا کی لذتوں کی راہ میں یہ انفرادیت اس طرح رشتوں کی تعمیر میں حائل ہو جاتی ہے کہ اگر مغرب میں ایک شخص شادی کرتا ہے تو وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ بیوی کی ماں' یا بیوی یہ پسند نہیں کرتی کہ خاوند کی ماں' ان کے گھروں پر کسی قسم کا بھی بوجھ بنیں۔ اس سے ان کی آزادی پر ان کی لذت یابی پر فرق پڑتا ہے۔ چنانچہ آزادی کا جو یہ رجحان ہے یہ سب سے پہلے گھر کو توڑ کر محض میاں بیوی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ باقی رشتہ داروں سے تعلق محض اس حد تک استوار رہتا ہے جس حد تک دنیا کی رسموں میں یا بعض تقریبوں کے موقعوں پر جس طرح دوستوں کو بلایا ہی جاتا ہے ایسے موقعوں پر خاندان کے دوسرے افراد بھی حصہ لے لیتے ہیں لیکن چونکہ تقاضے نہیں ہیں اس لئے مایوسیاں بھی نہیں ہیں۔ رفتہ رفتہ خود غرضی کے اس معاشرے نے یہ شکل اختیار کر لی کہ بوڑھی مائیں جو مدد کی محتاج ہیں وہ بھی بیچاری تنہا پڑی ہوئی اپنی زندگی کے باقی دن کاٹتی ہیں اور موت کا انتظار کرتی ہیں۔ بوڑھے باپ کو دیکھنے والا کوئی نہیں چنانچہ سارا معاشرہ اپنی اجتماعی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے Old homes (بوڑھوں کے گھر) بنتے ہیں۔ دیکھ بھال کے لئے دوسرے سامان فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یہاں تک کہ یہ معاشرہ سوسائٹی پر اتنا زیادہ بوجھ ڈال دیتا ہے کہ پھر مزید تقاضے پورے نہیں ہو سکتے اور ایک عدم اطمینان اور بے چینی کا معاشرہ پیدا ہوتا ہے جو ان چیزوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور دن بدن سارا معاشرہ بے چین ہوتا ہے۔ انگلستان میں آپ دیکھ لیجئے یہی صورت ہے مگر یاد رکھیں کہ ان برائیوں کے نتیجہ میں نفرتیں نہیں پیدا ہوتیں۔

ہمارا یعنی مشرقی معاشرہ مجھے کہنا چاہئے' مشرقی معاشرے کی خرابیاں نفرتیں پیدا کرتی ہیں اور اسی کا نام شریکہ ہے اور یہ خرابیاں اور بھی کئی قسم کی عادتوں کے نتیجہ میں بڑھتی چلی جاتی ہیں' مثلاً دکھاوا ہے۔ بیاہ شادی کے موقعہ پر لوگوں نے ایک خواہ مخواہ کا ناک بنایا ہوا ہے اور ناک کے کٹنے کی بڑی فکر ہے۔ ہماری خواتین کو یہ وہم ہوتا ہے کہ اگر بیاہ شادی کے موقعہ پر ریاکاری سے کام نہ لیا گیا تو لوگوں کے سامنے ہمارا ناک کٹ جائے گا۔ بھئی! ناک تو اس وقت کٹ گیا جب خدا کے سامنے کٹ گیا۔ باقی ناک رہا کہاں ہے جس کو کاٹو گی؟ جب خدا کی ہدایات سے روگردانی کی' جب رسول کی ہدایت سے روگردانی کی' جب (دینی) تعلیم کی طرف پیٹھ پھیر دی تو (صاحب ایمان) کا ناک تو وہیں کٹ جاتا ہے۔ باقی رہا ہی کچھ نہیں۔ پھر اس بات کی کیا فکر ہے کہ کیا رہتا ہے۔ کیا نہیں رہتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دکھاوے نے بھی ہمارے معاشرہ میں بہت ہی خوفناک اثرات مرتب کئے ہیں۔

یہ باتیں ابتدا ہیں لیکن اس ابتدا کے بعد ان کے بد اثرات کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی باقاعدہ کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی کسی بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے کسی سے کوئی کوتاہی ہو گئی 'کوئی دکھاوا نہ ہو سکا' کھانے میں کہیں کمی آ گئی یا یہاں تک کہ کھانے میں نمک ہی زیادہ پڑ گیا' کوئی معمولی سی بھی خرابی ہو تو یہاں شریکہ فوراً سر اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں جگہ یہ خرابی ہوئی تھی پھر وہ باتیں کبھی بھولتے ہی نہیں اور وہ بیچاری اکیلی بیٹی جو کسی نے کسی کے گھر میں رخصت کی ہے اس کو محسوس ہوتا ہے کہ میں دشمنوں کے گھر میں آ گئی ہوں۔ ہر موقعہ پر اس کو طعنے دیئے جاتے ہیں۔ کبھی اس نے کھانا پکایا اور خراب ہو گیا تو کہاں ہاں! ہمیں پتہ ہے کس ماں کی بیٹی ہو۔ وہیں سے آئی تھی ناں جہاں تمہاری شادی کے وقت یہ واقعہ ہوا تھا۔ مہمانوں نے اف' توبہ توبہ کی۔ کسی نے لقمہ نہیں اٹھایا۔ اٹھایا جاتا ہی نہیں تھا۔ اس قسم کی مبالغہ آمیز باتیں اور پھر طعن و تشنیع کے ذریعہ وہ اس بیچاری بچی کی زندگی اجیرن کر دیتی ہیں۔

پھر یہ باتیں معاشرے کی بدیوں کی شکل میں اور زیادہ گہری ہو جاتی ہیں جب ماں اپنی بہو سے Jealous (حاسد) ہو جاتی ہے۔ یہ چیز یہاں یورپ کے معاشرہ میں تو کہیں دکھائی نہیں دیتی لیکن مشرقی معاشرہ میں ہر جگہ موجود ہے۔ ایک بیٹا جو اپنی بیوی سے پیار کرتا ہے جس کو بظاہر بڑے شوق سے اور بڑے چاؤ سے اس کی ماں نے بیاہ کرا اپنے گھر میں بسایا تو اس وقت کے بعد سے وہ ماں اس کو اجاڑنے پر تل جاتی ہے۔ کوئی موقعہ ایسا ہاتھ سے جانے نہیں دیتی جس سے اس بیچاری بیٹی کا گھر نہ اجڑے چنانچہ بیٹے نے اس کی طرف التفات کیا تو ماں کو غصہ آ گیا اور وہ سمجھتی ہے کہ بیٹے کو اپنے ہاتھ میں قابو رکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ بہو کی برائیاں کھوج کھوج کر نکالی جائیں اور بیٹے کو بتائی جائیں اور اگر وہ خرابیاں نہ ہوں تو پھر بنالی جائیں۔ وہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بعض لوگ بڑی آسانی سے قصے گھڑ لیتے ہیں اور پھر اگر کبھی اس نو بیاہتا نے 'اگر وہ غریب گھر سے امیر گھر میں آئی ہے' اپنے بھائیوں سے کوئی حسن سلوک

باقی: ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا مجید احمد

فکر کو آزاد کر

پچھلے دنوں جرمنی میں ایک یورپین نے سوال کیا کہ مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی تعلیم دنیا کے باقی تمام مذاہب کے مقابل میں بہترین ہے اور اس میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بیشتر اسلامی ممالک کی حالت اچھی نہیں اور مغرب جسے اتنی لے دے کی جاتی ہے وہ ان کے مقابل میں بہت بہتر ہے۔ اس پر اسے بڑا خوبصورت جواب دیا گیا کہ تم یہ خیال مت کرو کہ مغرب کی ترقی میں عیسائی مذہب کا کوئی حصہ ہے اور مسلمانوں کی زبوں حالی میں اسلام کا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مغرب نے ترقی عیسائی مذہب کی تعلیم کو چھوڑ کر کی اور مسلمانوں کا تنزل اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل پیرانہ ہونے کی وجہ سے ہوا۔ یہ سوال کوئی پہلی مرتبہ نہیں کیا گیا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کافی عرصہ ہوا اسی موضوع پر ربوہ میں ایک بڑا فکر انگیز لیکچر دیا تھا اور لوگوں کے ضمیر کو جھنجھوڑا تھا کہ اس پر غور کرو۔ صرف الزامی جواب دے کر تسلی نہ پا جاؤ کہ ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا بلکہ ان عوامل پر غور کرو جو اس کا سبب بنے ہیں اور بنتے چلے جا رہے ہیں۔ جب تک تمام اسلامی دنیا میں بھی ایک Renaissance نہیں آتا یہ جمود صحیح معنوں میں ٹوٹنے کا نہیں۔

یورپ میں جب Renaissance یعنی تحریک احیاء علوم کا انقلاب آیا۔ انقلاب کا لفظ میں اس محدود معنی میں استعمال نہیں کر رہا کہ ایک موجود نظام کو طاقت کے ذریعہ تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ ایک فکری موڑ کی شکل میں استعمال کر رہا ہوں جس کے بعد مغرب عیسائیت کی غلط جکڑ سے آزاد ہوا اور ترقی کی راہیں اور پٹ ایک ایک کر کے وا ہونے شروع ہوئے اور دنیا کا رنگ بدل گیا۔ مغربی ذہن اور افکار پر اس وقت کی عیسائیت کی ایسی گرفت تھی جس طرح تیندوا اپنے طاقتور Tentacles میں دوسرے جانور کو جکڑ کر ایسا بے بس کر دیتا ہے کہ وہ ہل بھی نہیں سکتا۔ اس کی وجہ سے گلیلیو جس نے یہ دعویٰ کیا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اسے محض چرچ کی مخالفت کی بنا پر یہ اعلان کرنے پر مجبور ہونا پڑا کہ اس کی تحقیق غلط تھی۔ صرف اس لئے کہ چرچ کا خیال تھا کہ بائبل زمین کو مرکزی حیثیت دیتی ہے اس لئے سورج کو زمین کے گرد گھومنا چاہئے نہ کہ اس کے الٹ۔ قرون وسطیٰ میں ہزاروں لوگ خاص طور پر عورتیں اس شک پر زندہ جلا دی گئیں کیونکہ چرچ کے نزدیک وہ Witches یعنی ڈائنیں تھیں ان میں بیشتر مذہبی اختلاف پر ہی جلائی گئیں۔ یہاں تک فرانس کی مشہور لیڈر جون آف آرک بھی اسی کی بھینٹ چڑھی۔ مارکوپولو نے جب اپنا سفرنامہ مرتب کیا تو چرچ نے اس کی سخت مخالفت کی کیونکہ اس نے مغرب کے مقابل پر مشرقی ممالک جس میں اسلامی ممالک اور چین شامل تھا میں جو ترقی۔ خوشحالی اور فکر کی آزادی تھی اس کو سراہا اور یہ چرچ کو برداشت نہ تھا۔

یہ بات تو ظاہر و باہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب اور عربوں کی جو حالت تھی وہ انتہائی دگرگوں تھی۔ کیا اخلاقی لحاظ سے۔ کیا مادی لحاظ سے اور کیا تعلیم کے لحاظ سے اگر کہا جائے کہ وہ دنیا کی تمام اقوام سے بدتر تھے تو بے جا نہ ہوگا۔ تمام عرب میں گنتی کے چند لوگ تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اسلام کے پیغام نے صدیوں کی چڑھی ہوئی میل کچیل دھو کر ایک نئے عرب کو جنم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ تمہیں اگر حصول علم کی خاطر چین جانا پڑے تو جاؤ۔ یہ قول اسی طرح پر ہے کہ جیسا آج کوئی کہے کہ علم اگر چاند پر بھی ملے تو وہاں سے بھی حاصل کرو۔ اس زمانہ کے رسل و رسائل کے ذرائع کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اتنا ہی دشوار عمل تھا جتنا چاند تک کا سفر آج کی دنیا میں۔ اور جس علم کا یہاں ذکر ہے وہ ظاہر ہے کہ کوئی دینی علم تو تھا نہیں بلکہ علم کا ذکر بحیثیت علم کے ہے خواہ کسی جہت میں ہو۔ پھر دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کو اگر وہ مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انہیں آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ یہی ان کا فدیہ قرار پایا۔ حالانکہ اس وقت کے لحاظ سے مسلمانوں کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی وہ مال تھا جس سے سامان حرب خریدا جا سکتا تھا تاکہ مشرکوں کے خطرناک عزائم کا جو مسلمانوں اور اس نئے دین کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے متمنی تھے کا مقابلہ کیا جا سکے اور مکہ سے جو لٹ پٹ کر مسلمان آئے تھے جن کے پاس نان نفقہ کے لئے سامان تک نہ تھا' کی آبادکاری کے لئے رقم سے بہتر اور کون سا ذریعہ ہو سکتا تھا۔ مگر ان حالات کے ہوتے ہوئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے حصول کو ترجیح دی جو اس کی اہمیت ظاہر کرتی ہے یہ ہی وہ جذبہ تھا جس نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو علم کے حصول کا دیوانہ بنا دیا۔ شاید ایک وجہ یہ بھی ہو کہ جو قوم ایک لمبے عرصہ تک ایک نعمت سے محروم رہی ہو اسے جب موقعہ ملے تو پھر وہ سب سے پہلے اسی کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ عرب بحیثیت قوم آزادی ضمیر اور حریت کے علم بردار تھے اور یہی جذبہ ان کے حصول علم میں بھی کارفرما رہا۔ مسلمان پھر علم اور حکمت پر اس طرح جھپٹا جس طرح باز چڑیا پر جھپٹتا ہے۔ کوئی علم ایسا نہ رہ گیا جسے مسلمانوں نے کھنگالا نہ ہو۔ جملہ علوم کی کتابوں کے عربی زبان میں تراجم ہونے لگے۔ فلسفہ ارسطو اور سقراط سے نکل کر الکندی۔ ابن رشد اور غزالی کے ناموں سے دنیا میں متعارف ہوا۔ حکمت میں جہاں لقمان کا ڈنکا بجتا تھا تو ابو علی سینا استاد مانے جانے لگے۔ ریاضی میں الجبرا کے نئے علم کی دریافت کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے۔ ہندسوں میں صفر مسلمانوں کی کاوشوں کا ثمر ہے۔ غرض علم کا کون سا دشت تھا جس میں مسلمانوں نے گھوڑے نہ دوڑائے ہوں۔ اس کی کیا وجہ تھی کہ مسلمان علم کی دنیا میں استاد مانے جانے لگے۔ اس لئے کہ ان کا ایمان تھا کہ کائنات اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور خدا کے کلام اور فعل میں تضاد پایا جانا ممکن نہیں۔ جہاں وہ علم تاریخ اور دینی علوم میں غوطہ زن ہوتے وہاں دنیاوی علوم میں بھی اسی جذبہ اور شوق سے جولانی کرتے۔ عرب تو محض جاہل تھے۔ انہوں نے خدا کے کلام کی خدمت اور اس کے معارف لوگوں تک اس کے پورے حسن و جمال کے ساتھ منتقل کرنے کے لئے صرف۔ نحو۔ تاریخ۔ ادب۔ کلام۔ علم معانی۔ علم بیان ایجاد کئے یا ان کو اور ایسے کئی علوم سے دنیا کو پھر روشناس کروایا حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ موسیقی کے علم کو بھی یورپ میں مسلمانوں کے ذریعہ سے دخول ملا کیونکہ مسلمانوں کو کلام الٰہی ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی تلقین ہے اس لئے ان کی توجہ موسیقی کی طرف ہوئی اور سپین میں اس کی بڑی سرپرستی ہوئی جہاں سے اس نے علم کا روپ دھارا اور پھر وہاں سے یورپ پہنچی۔ ایک یورپین فلاسفر تسلیم کرتا ہے کہ فلسفہ ہم نے شروع سے آخر تک اشعری سے لیا ہے۔ پھر مسلمانوں نے فن تعمیر میں نیا اسلوب اپنایا۔ علم اخلاق اور تہذیب میں جھنڈے گاڑے۔ جب یورپ میں غسل کرنا بیماری کی علامت سمجھا جاتا تھا اور عوام کیا بادشاہ تک بڑے فخر سے بیان کرتے تھے کہ ساری عمر پانی ان کے بدن کو نہیں چھوا۔ شاید کم لوگوں کو علم ہو کہ بکنگھم پیلس میں جو کہ انگلستان کا شاہی محل ہے اس میں غسل خانے پہلی دفعہ ۱۹۲۸ء میں بنائے گئے۔ جب کہ اس کے مقابل پر صرف بغداد میں عوام کے لئے پانچ ہزار حمام تھے۔

یوں لگتا ہے کہ منگولوں کے ہاتھوں بغداد تاراج ہونے کے بعد جہاں مسلمانوں کی سیاسی قوت اور سلطنت کو ایک زبردست دھچکا لگا وہاں ساتھ ہی مسلمان جو outward and forward looking یعنی وسیع النظر اور ترقی پسند تھا اب inward and backward looking کم نظر اور رجعت پسند ہو گیا۔ علم کے سوتے سوکھنے لگے اور ساتھ ہی اجتہاد کے دروازے اس نے خود ہی اپنے اوپر بند کر لئے علم کے چشمے کا پانی گدلا ہونا شروع ہو گیا اور جس طرح کھڑا پانی بالآخر متعفن ہونا شروع ہو جاتا ہے وہی حال علم کا ہو گیا مسلمان غیروں سے اور نئے علوم سے خوف زدہ ہونے لگے۔ انہوں نے اپنے گرد ایک حصار قائم کر لیا اور اس میں بند ہو گئے۔ غلط قسم کے تصوف نے جدوجہد کی جگہ لے لی فقیری کے غلط تصور نے عمل پر تبر رکھ دیا اور علم اور تخیل نے سسک سسک کر جان دیدی۔ دنیا کی کمان مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی اور اس کا محور مغرب منتقل ہو گیا۔ یہ کہنا کہ انگریز نے یا مغرب نے چالاکیوں اور ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کے گھروں کے اندر سیندھ لگائی نفس کو دھوکہ دینے کی بات ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یہ باگ مسلمانوں نے خود ان کے ہاتھوں اپنی کسل پسندی اور علم سے منہ موڑنے کی وجہ سے نہیں دی؟ چالاکیاں اور ریشہ دوانیاں بھی تو جنگ کا ایک حصہ ہوتی ہیں۔ اگر مسلمان چالاکیاں اور ریشہ دوانیاں خود اپنے لوگوں سے کر سکتے تھے تو ایک مشترکہ دشمن سے کرنے سے انہیں کس نے روک رکھا تھا۔ جب یورپ میں مسلمانوں کی پھیلائی ہوئی روشنی نے وہاں علم کے نئے نئے باب کھولے اور اس کے ساتھ صنعتی انقلاب آیا تو مسلمانوں پر نیند پورا غلبہ کر چکی تھی۔ ایک ایک کر کے ملک اور سلطنتیں ان کے ہاتھ سے نکل کر نئی قوتوں اور طاقتوں جو نئے علوم اور نئے فنون سے اب لیس تھیں ان میں منتقل ہوتی چلی گئی۔

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا علم بھی حقیقی طور پر دوسری چیزوں کے علم اور

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولانا محمد شریف صاحب

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر لکھتے ہیں

آج سے اڑتالیس سال قبل عاجز راقم ۱۹۴۵ء میں کبابیر فلسطین پہنچا کبابیر کی بیت الذکر کے صحن میں سامان رکھا اور اس بیت میں دو نفل شکرانہ کے ادا کئے بیت کے صحن کے کونہ میں دو بچے سہمے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا استاذ محمد شریف کہاں ہیں؟

جواب میں کہا گیا "ھو فی المطبعہ" آپ پریس میں ہیں عاجز ان بچوں کی نشان دہی پر کمرہ پریس میں پہنچا تو دیکھا کہ مولانا محمد شریف صاحب اپنے ہاتھ سے پریس کو چلا رہے ہیں یہ پریس قدیم سٹائل کا دستی پریس تھا جو مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کو دیا تھا علیک سلیک اور معانقہ کے بعد مولانا مجھے بیت کے ملحق ایک چھوٹے سے کمرہ میں لے آئے۔ یہ مربی کا کمرہ تھا آج کی اصطلاحات میں یہ بیڈ روم بھی تھا ڈرائنگ روم بھی آفس بھی اور لائبریری روم بھی غرض یہ سبھی کچھ تھا۔ ایک چھوٹی سی میز ایک الماری اور ایک چارپائی اس کمرہ میں تھی مولانا نے مجھ کو یہاں مرحبا کہا اور اس کمرہ میں عاجز نے تقریباً آٹھ ماہ گزارے اور اس کے بعد میری تعیناتی دمشق (شام) میں ہوئی۔ عاجز نے یہاں سے مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مکرم السید منیر الحصنی صاحب کے ساتھ دمشق کے لئے رخت سفر باندھا۔ مولانا شمس نے لندن سے قادیان واپس جاتے ہوئے یہاں قیام کیا۔ عاجز نے اس عرصہ میں مولانا سے ٹریننگ حاصل کی اور آپ کی رہنمائی میں کام کیا میرے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا ارشاد مکرم مولوی صاحب کو یہ تھا کہ عاجز کو دمشق میں کام کرنے کے لئے بھیجا جائے مگر مجھے اس کا علم نہیں تھا اب میری ٹریننگ جو آپ نے کی۔ اس میں واقعاتی انداز میں اختصاراً تحریر کرتا ہوں مولانا نے کبابیر میں ایک حد تک قادیان کا ماحول بنا رکھا تھا۔

میرے پہنچنے کے پہلے دن بیت الکبابیر کے صحن میں مولانا نے حسب معمول تشریف رکھتے ہوئے جہاں میرا تعارف کروایا وہاں مجھے ارشاد ہوا کہ آپ اپنے سفر کے احوال و کوائف بیان کریں۔ میں حیران اور پریشان مگر تعمیل ارشاد واجب تھی۔ عاجز نے قادیان کے لیل و نہار سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی ساری دنیا میں دین حق کی اشاعت کے لئے مبارک مساعی آپ کی مصروفیات خطبات علماء سلسلہ اور بزرگان جماعت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے سفر کے حالات بیان کئے اور حضرت امام جماعت کا احباب کبابیر کو سلام بھی پہنچایا اس سفر میں عاجز نے بغداد اور دمشق میں قیام کیا دوستوں کا سلام پہنچایا دو روز کے بعد جمعہ کے دن مولانا نے مجھے عین خطبہ کے وقت ارشاد فرمایا "شیخ صاحب خطبہ دیں" یہ سنتے ہی میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ عاجز نے اپنے آپ کو نفسیاتی طور پر سنبھالا اور بغیر کسی عذر کے عاجز محراب میں کھڑا ہو گیا۔ اور خطبہ دیا۔ اتوار کے روز مولانا حیفا تشریف لے جاتے اور وہاں درس دیا کرتے جب ہم حیفا پہنچے تو مولانا نے فرمایا "شیخ صاحب آپ درس دیں" میں حیران اور پریشان۔ عاجز نے درس دیا۔ مولانا رسالہ البشریٰ کے ایڈیٹر تھے مضامین تیار کرتے آمدہ مضامین کی ایڈٹ کرتے اور ہر شمارہ میں "اخبار الجماعہ" کے عنوان سے جماعت کی نمایاں اور اہم خوشکن خبریں تیار کرتے۔ قارئین کے لئے یہ امر تعجب کا باعث ہو گا کہ ایک وقت تک مولانا کمپوزنگ بھی خود کرتے اور البشریٰ کا رسالہ دستی مشینوں پر اپنے ہاتھ سے ہی چلا کر چھاپتے رہے اور مولانا کی انگلیوں کے پورے سیاہ ہو جاتے جو صابن سے آپ دھویا کرتے تا سیاہی دور ہو جائے۔ تاہم انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں آپ نے البشریٰ جاری رکھا اس دستی پریس پر آپ نے سیدنا حضرت بانی احمدیت کی متعدد کتب ترجمہ کی صورت میں شائع کیں اور کئی کتب کا ترجمہ کیا بالخصوص حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی عظیم تصنیف تحفہ شہزادہ ویلز کا آپ نے ترجمہ کیا جو مولانا کا شاہکار ہے۔

کبابیر میں مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا۔ مولانا اس میں پڑھایا کرتے مولانا کے ارشاد پر عاجز اس مدرسہ میں حدیث۔ عربی ادب پڑھاتا نیز کتب سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عربی اشعار حفظ کرائے جاتے۔ مکرم مولانا صاحب حساب۔ جغرافیہ فلسطین اور دیگر مضامین پڑھاتے۔

مولانا فرصت کے اوقات میں دورے بھی کرتے چنانچہ بیت المقدس میں مجھے بھی لے گئے مولانا دو دن کے بعد واپس آ گئے اور مجھے ہدایات دے کر بیت المقدس میں قیام کرنے کے لئے کہا عاجز نے دو ہفتہ یہاں قیام کیا ایک دورہ مشہور قصبہ ترشیحا کا تھا جو عکہ کے قریب ہے وہاں مولانا سحری تک سوال و جواب کی مجلس میں بولتے رہے عربی بولنے میں آپ کی روانی قابل رشک تھی اور عظیم مقرر تھے مولانا صاحب کا ایک امتیاز یہ تھا کہ آپ نے ہمیشہ سر پر عمامہ رکھا جہاں سے بھی گزرتے آپ جاذب نظارہ ہوتے تھے۔ مولانا کی پہلی اہلیہ فضل بی بی صاحبہ کبابیر میں ابدی نیند سو رہی ہیں یہ بھی ان کو صدمہ ہوا۔ مولانا نے تقریباً ۱۸۔ سال فلسطین میں قیام کیا اور اس قیام اور کام کے نقوش انتہائی گہرے اور جاودانی ہیں۔ آپ کے کام کے اثرات فلسطین کے علاوہ مصر۔ شام اور لبنان میں بھی ہیں۔ عرب ممالک میں کام کرنا اپنے اندر کئی مشکلات رکھتا ہے۔ جو ایک الگ موضوع ہے۔ مولانا ایک عابد دعاگو، متوکل تھے آپ نے انتہائی سادہ زندگی گزاری قناعت۔ کفایت شعاری آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ تاریخ احمدیت پر آپ کو عبور تھا۔ عالم با عمل اور محنتی تھے۔ دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو زندہ ہیں مگر مردہ ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو زمین کے اندر مدفون ہیں مگر وہ زندہ ہیں۔ اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار

محترمہ آمنہ مبشر صاحبہ بیگم صاحبہ مولانا نذیر احمد صاحب مبشر لکھتی ہیں۔

گزشتہ دنوں چوہدری محمد شریف صاحب کی یکایک وفات کی خبر سن کر بے حد صدمہ اور دکھ ہوا ان کی وفات سے کچھ دن پہلے اخبار سے ان کی اسلام آباد سے واپسی اور علالت کا پتہ لگا۔ میں عیادت کے لئے جانے کا ارادہ کرتی رہی مگر یونہی سستی ہو گئی جس کا مجھے اب بے حد افسوس بھی ہے۔ پھر ایک دن جانے لگی تو معلوم ہوا کہ ہسپتال ہیں اور تشویشناک حالت ہے اور اگلے دن ہی ان کی وفات کی خبر مل گئی۔

زندگی موت تو اللہ تعالیٰ کی طرف مقررہ مدت میں ہر ایک کے لئے لازمی تقدیر ہے۔ اور ہر ایک کو بہر حال آگے پیچھے جانا ہے۔ مگر بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے تحت موت کے بعد بھی اپنی نیک نامی کی خوشگوار یادیں چھوڑ جاتے ہیں انہیں میں سے چوہدری صاحب بھی ہیں جو نہ صرف سلسلہ کی خدمات کے لحاظ سے اپنا خاص مقام رکھتے ہیں بلکہ انفرادی حیثیت سے بھی اخوت اور خلوص کے جذبات سے متصف تھے۔ اور ایک جید عالم تھے عربی زبان پر خاص عبور حاصل تھا بے حد نیک اور صالح تھے لیکن ایک بات جو میں نے ان میں نمایاں طور پر دیکھی وہ بزرگوں کے تعلقات کو قائم رکھنا تھا۔ آپ کا مکان قادیان محلہ دار الرحمت میں ہمارے گھر کے قریب ہی تھا۔ غالباً چار بھائی بالکل قریب قریب تھے۔ میرے نانا جان منشی امام الدین صاحب رفیق اور ماموں جان محترم چوہدری ظہور احمد صاحب (ناظر دیوان) کے بالکل قریبی ہمسایہ تھے اس وجہ سے ان کے اور ان کے دوسرے بھائیوں کے بے تکلف تعلقات تھے۔ ادھر عموماً آنا جانا رہتا تھا۔ اور پھر میرے ابا جان حضرت بھائی محمود احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے جو دست شفا اور حسن خلق عطا کیا تھا اس کی وجہ سے بھی یہ سب بھائی ہمارے گھرانے سے خاص انس اور عقیدت کے جذبات رکھتے تھے۔

چوہدری صاحب تقسیم کے وقت تو غالباً قادیان نہیں تھے مگر بعد میں بزرگوں کے تعلقات کو نبھاتے رہے۔ ۱۹۶۰ء میں گیمبیا تشریف لے جاتے وقت سالٹ پانڈ غانا ہمارے پاس کچھ دن ٹھہرے میں اس وقت وہاں ہی تھی۔ چوہدری صاحب نے ہمارے ساتھ بالکل اپنے عزیزوں جیسا سلوک رکھا خصوصاً میرے اور بچوں کے ساتھ بہت الفت اور محبت سے پیش آئے۔ اپنے وہاں قیام کے دوران میرے ابا جان کی نیکی تقویٰ کا ذکر کرتے ان کی دیگر خوبیوں کو سراہتے۔ کبھی میرے نانا جان کا ذکر خیر کرتے اور ان کے رعب اور دبدبہ کی باتیں بتاتے اور ماموں کی صفات بیان کرتے ہوئے قادیان کی یادیں تازہ کرتے تھے۔ بس چند دن بہت پیار و محبت سے گزار کر گیمبیا تشریف لے گئے۔

۱۹۶۵ء میں میرے بھائی عزیزم مسعود احمد کی بیوی صفیہ کی وفات پر اپنے دوسرے دو بھائیوں کو ساتھ لے کر میرے ابا جان کے پاس تعزیت کے لئے سرگودھا تشریف لے گئے اور تعزیت اور اظہار ہمدردی کیا۔ ان میں ان کے ایک بھائی تو چوہدری محمد صدیق تھے۔ دوسرے ٹھیک یاد نہیں چوہدری غلام رسول تھے یا چوہدری عبد الرحیم۔ ربوہ میں ہمارے گھر آتے رہتے تھے اور مجھے عزیزہ آمنہ یا صرف عزیزہ کہہ کر مخاطب ہوتے اور بے تکلفی سے کہتے بہن چائے پینے کے لئے آیا ہوں کبھی میرے میاں مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کو سلام وغیرہ کا پیغام دیدیتے اور کہتے میری بہن سے کہنا میں کسی وقت گھر آؤں گا اور چائے پیوں گا۔

اب کچھ عرصہ سے طبیعت کی خرابی کی بنا پر

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طارق محمود سدھو

حیاتیاتی عوامل پر درجہ حرارت کے اثرات

درجہ حرارت تمام زندہ اشیاء کی بقاان کی نشو و نما' تولید اور رویوں (BEHAVIOURS) پر نمایاں طور پر انداز ہونے کے ساتھ ساتھ غیر جاندار اشیاء کی جوڑ توڑ میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

درجہ حرارت کی شدت کرہ ارض پر ہر جگہ یکساں نہیں بلکہ مختلف خطوں اور مختلف علاقوں کا درجہ حرارت مختلف ہے۔ لہٰذا اسی بناء پر مختلف خطوں کے جاندار یعنی جانور اور پودے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ تمام حیاتیاتی عوامل کے لئے ایک مناسب اور موزوں درجہ حرارت کی ضرورت ہے۔ اس کی انتہائی کمی بیشی شدید اثرات مرتب کرتی ہے۔ اس کے علاوہ درجہ حرارت بارش 'نمی' برف باری' ہواؤں کے چلنے اور گرد باد کے پیدا ہونے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور یہ تمام اسباب بعض دوسرے انداز میں عمل کرتے ہیں لہٰذا درجہ حرارت بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر جاندار اشیاء پر اثر انداز ہوتا ہے۔

درجہ حرارت دراصل حرارت کی شدت کی پیمائش کا نام ہے اور حرارت توانائی کی ایک شکل ہے جو مختلف کام سرانجام دیتی ہے یہ حرارت عام طور پر سورج کی شعاعوں سے حاصل ہوتی ہے اس کے علاوہ بعض دیگر مصنوعی اور قدرتی طریقوں سے ضرورت کے مطابق کچھ حد تک حرارت حاصل ہو جاتی ہے۔ کائنات میں بعض جگہوں پر ہزاروں ڈگری مثبت اور بعض جگہوں پر ہزاروں ڈگری منفی درجہ حرارت موجود ہے لیکن زندگی کی بقا کے لئے عام طور پر منفی دس (۱۰-) ڈگری سینٹی گریڈ سے پچاس (۵۰+) ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے عام حیاتیاتی عوامل اس محدود درجہ حرارت کے اندر بخوبی سرانجام پاتے ہیں لیکن بعض خوردبینی جاندار خاص طور پر بکٹیریا اور الجی (BACTERIA AND ALGAE) ابلتے ہوئے گرم پانی کے چشموں میں نہ صرف زندہ رہتے ہیں بلکہ نشوونما پاکر تولیدی عوامل سے بھی گزرتے ہیں اور اپنی نسل کو قائم رکھتے ہیں جبکہ انسانی مادہ تولید (SPERMS) منفی دوسو (۲۰۰-) ڈگری سینٹی گریڈ پر منجمد ہو کر کئی سال تک اپنی قوت نمو برقرار رکھتا ہے۔ گرم چشموں کے بکٹیریا عام طور پر ۸۸ درجے سینٹی گریڈ پر اپنی زندگی باآسانی گزارتے ہیں اور الجی ۸۰ درجے سینٹی گریڈ تک خود کو قائم رکھتی ہے جبکہ سب سے زیادہ قوت برداشت رکھنے والی مچھلی زیادہ سے زیادہ ۵۰ درجے سینٹی گریڈ تک زندہ رہتی ہے۔

ہر جاندار میں زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم درجہ حرارت برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم درجہ حرارت کو تفاوت (RANGE) کہتے ہیں۔ بعض جانداروں میں یہ تفاوت زیادہ اور بعض میں کم ہوتا ہے یعنی بعض جاندار درجہ حرارت کی انتہائی کمی بیشی برداشت کرتے ہیں اور بعض بہت کم۔ خشکی کے جانداروں میں انتہائی کمی بیشی برداشت کرنے کی صلاحیت بہ نسبت پانی کے جانداروں کے بہت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ خشکی پر مختلف مقامات کا درجہ حرارت مختلف ہوتا ہے۔ خشکی پر چونکہ مختلف عوامل مثلاً بارش 'نمی' بلندی' صحرا' جنگلات اور مون سون اور دیگر ہوائیں عمل کرتے ہیں جو کہ درجہ حرارت میں کمی بیشی کا سبب بنتے ہیں جبکہ پانی کا درجہ حرارت صرف اور صرف پانی پر منحصر ہے اس لئے مختلف مقامات کا درجہ حرارت اور اس کا تفاوت بہت کم ہوتا ہے۔

بعض جاندار جو اپنے جسم کا درجہ حرارت ہر موسم اور ہر ماحول میں برقرار رکھتے ہیں ہومیو تھرمل (HOMEOTHERMAL) کہلاتے ہیں مثلاً انسان' پرندے اور دیگر ممالیہ جانور لیکن بعض ایسے ہیں جن کا جسم کا درجہ حرارت موسم کے ساتھ ساتھ گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے یعنی سردیوں میں کم اور گرمیوں میں زیادہ انہیں پوکیلو تھرمل (POIKILOTHERMAL) کہتے ہیں مثلاً مچھلیاں' مینڈک' اور رینگنے والے جانور مثلاً سانپ اور چھپکلیاں وغیرہ۔

عام طور پر ممالیہ جانوروں اور انسان کے جسم کا اوسط درجہ حرارت ۳۷/۵ ڈگری سینٹی گریڈ اور پرندوں کا ان سے دو یا تین ڈگری زیادہ ہوتا ہے۔

کچھ جانور سخت سردیوں اور سخت گرمیوں میں اپنے آپ کو محفوظ جگہوں میں چھپا لیتے ہیں تاکہ موسم کی شدت سے بچا جا سکے اس عمل کو ہائبرنیشن (HYBERNATION) کہتے ہیں مثال کے طور پر مینڈک اور چھپکلیاں سردیوں میں نظر نہیں آتے کیونکہ یہ اپنے آپ کو محفوظ جگہوں پر چھپا لیتے ہیں۔ اسی گروہ کے جانوروں میں بعض ایسے ہیں جن کے کام کرنے کی صلاحیت ۸ درجے سے کم اور ۴۲ درجے سینٹی گریڈ زیادہ درجہ حرارت پر مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بعض اپنے جسم کا اندرونی درجہ حرارت کچھ ڈگری سینٹی گریڈ تک بڑھا یا گھٹا لیتے ہیں مثلاً

(۱) پتنگے (MOTH) اڑنے سے پہلے اپنے پروں کو ہلا کر اپنے جسم کے درجہ حرارت کو ۳۲ ڈگری سے بڑھا کر ۳۶ ڈگری سینٹی گریڈ تک لے آتے ہیں

(۲) جھینگر (GRASS HOPPER) دھوپ میں اپنے آپ کو سہلا کر ۱۰ ڈگری سینٹی گریڈ کا اضافہ کرتے ہیں

(۳) شہد کی مکھیاں اپنے پروں کی تھرتھراہٹ اور ان پر موجود پانی کے عمل تبخیر (EVAPORATION) سے اپنا درجہ حرارت ۱۳ ڈگری سے ۲۵ ڈگری تک گھٹا یا بڑھا سکتی ہیں

(۴) چیونٹیاں (ANTS) دھوپ سے دور جا کر اپنے آپ کو شدید درجہ حرارت سے بچاتی ہیں اور ضرورت کے مطابق حرارت حاصل کرتی ہیں۔

مختلف ماحول اور مختلف علاقوں کے رہنے والے بہت سے جانوروں اور پودوں نے ارتقائی مراحل گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو موسموں کی شدت اور ان کے نقصان دہ اثرات سے بچنے کے قابل بنا لیا۔ مثال کے طور پر امیبا جو ایک خوردبینی جاندار ہے اپنے گرد ایک غلاف بنا لیتا ہے جس کی بناء پر وہ صفر ڈگری درجہ حرارت اور اس سے بھی کم درجہ حرارت پر زندہ رہ سکتا ہے۔ بعض بیج خشک ہونے کی بناء پر کم درجہ حرارت پر منجمد نہیں ہوتے حتیٰ کہ اگر تین ہفتے تک منفی ایک سو نوے (۱۹۰-) ڈگری میں رکھا جائے تو اپنی قوتِ نمو برقرار رکھتے ہیں۔ پس ان تمام حالات کی بناء پر جانداروں نے اپنے ماحول سے مطابقت پیدا کی اور اپنے آپ کو شدید موسموں میں رہنے کے قابل بنایا۔

ضیاء اللہ ظفر

البانیہ

تاریخ:- یورپ میں یونان اور یوگوسلاویہ کے درمیان ایک چھوٹا سا ملک البانیہ ہے جس نے پندرھویں صدی سے اب تک کتنے ہی نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ ایک طویل عرصے تک رومی۔ بازنطینی اور ترک اس پہاڑی ملک پر حکمران رہے۔ اقتدار کی دوڑ میں ۱۹۲۵ء میں ایک مسلمان زمیندار صدر منتخب ہوا۔ جو ۱۹۲۸ء میں بادشاہ بن بیٹھا۔ اس طرح البانیہ میں بادشاہت کا دور شروع ہوا۔ لیکن اس کمزور بادشاہت کو دس سال بعد زوال آگیا۔ اور ۱۹۳۹ء میں اٹلی نے اس پر قبضہ کر لیا اٹلی کے قبضے کی مخالفت شروع ہوئی اور ۱۹۴۴ء میں یہ ملک کمیونسٹوں کے ہاتھ چڑھ گیا۔ کمیونسٹوں نے اس ملک کی حیثیت بدلنا چاہی ملک کے دو ہزار ایک سو انہتر گرجے اور مساجد بند کر دیئے گئے اور البانیہ کو ایک بے دین ملک بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے ان اقدامات سے البانیہ کی اکتیس لاکھ کی آبادی میں مسلمان صرف اکیس فی صد اور عیسائی صرف پانچ فی صد رہ گئے۔ کمیونسٹوں نے البانیہ کو روس کا اتحادی بنایا۔ لیکن جلد ہی روس سے تعلقات ختم کر کے چین سے رشتہ جوڑا۔ اس لئے کہ اس نے البانیہ کو کئی ارب ڈالر کی امداد دی تھی۔ البانیہ چین سے بھی تعلقات استوار نہ رکھ سکا اور ۱۹۷۸ء میں اسے اپنی نکتہ چینی کی وجہ سے چینی امداد سے ہاتھ دھونا پڑا اس طرح البانیہ ایک بار پھر اسی مفلسی اور ناداری کے دور میں واپس چلا گیا۔ بھوک اور افلاس سے تنگ آکر چالیس ہزار باشندے اپنا ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ باقی ہڑتالیں اور مظاہرے کرتے رہے۔

۱۹۹۲ء میں افراط زر کی شرح ۱۵۰، فی صد ہو گئی اور بے روزگاری کی شرح ستر فی صد ہو گئی۔ لوگ دانے دانے کو ترس گئے اور غیر ملکی امداد کے محتاج ہو گئے۔ ان حالات کو قابو میں لینے کے لئے البانیہ نے جمہوریت کا سہارا لیا اور ۴/ اپریل ۱۹۹۲ء کو اس ملک میں جمہوری نظام قائم ہوا۔ لوگوں پر سے پابندیاں اٹھالی گئیں۔ بنیادی حقوق دیئے گئے۔ اس طرح البانیہ کی ۳۵ سے ۶۵ ہزار کی آبادی کو جینے کی آس ہو گئی اور اس نے اپنے ملکی وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے منصوبے مرتب کئے

رقبہ:- البانیہ کا کل رقبہ ۱۱۱۰۰، مربع میل ہے جو زیادہ تر پہاڑی ہے۔ یہ پہاڑ جنگلوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ مغربی ساحلی علاقہ میدانی ہے۔ لیکن دریاؤں نے اسے دلدل میں بدل دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ البانیہ کے لوگ زیادہ تر سطح مرتفع میں رہتے ہیں۔ جو سطح سمندر سے تقریباً تین ہزار فٹ بلند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ پہاڑی علاقے پر کاشت بھی ہوتی ہے۔
ملک کے ۷۔۴۴ فی صد رقبے پر کاشت کی جاتی ہے۔ جس پر گندم۔ مکئی۔ آلو۔ پھل۔ تمباکو۔ اور کپاس پیدا ہوتی ہے۔ البانیہ کے ۶۰ فی صد لوگوں کا پیشہ زراعت ہے۔ یہ لوگ خاصی تعداد میں بھیڑیں بھی پالتے ہیں۔
سکہ:۔ لین دین کے لئے سکہ LAKE لیک ہے۔
تجارتی سامان کی درآمد برآمد کے لئے بڑی بندرگاہیں ڈیوان۔ فریون اور سزاندے ہیں
دارالحکومت:۔ ملک کا دارالحکومت ٹرے نانا (TRENANA) ہے۔
تعلیم:۔ البانیہ میں بچوں کو سات سال سے پندرہ سال تک تعلیم لازمی دی جاتی ہے۔ اس طرح آبادی کا ۷۵ فی صد تعلیم یافتہ ہے تعلیم یافتہ معلومات عامہ کے لئے اخبار پڑھتا ہے۔ جس کی شرح ہزار میں ۸۴ ہے۔
قدرتی وسائل:۔ قدرتی وسائل میں گھنے جنگل ہیں جن سے عمارتی لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کرومیم۔ تیل اور کوئلہ ہے۔ جنس خام شکل میں برآمد کر دیا جاتا ہے۔ تاہم چالیس فی صد لوگ صنعتوں میں کام کرتے ہیں
مصنوعات میں سوتی کپڑا اور عمارتی سامان قابل ذکر ہے۔
ملک میں ۱۳ میں سے ایک کے پاس ٹیلی ویژن ہے۔ اور چھ میں سے ایک کے پاس ریڈیو ہے۔
البانیہ کا وقت معلوم کرنے کے لئے جی۔ ایم۔ ٹی میں ایک گھنٹہ جمع کرنا ہوتا ہے۔
زبان:۔ البانیہ میں عام طور سے دو زبانیں بولی جاتی ہیں۔ البانوی زبان بولنے والوں کی تعداد (۹۸) فی صد ہے۔ جبکہ یونانی زبان بولنے والے دو فی صد ہیں۔ سرکاری زبان البانی ہے۔
نسلی طور پر البانیہ کی آبادی میں البانی ستانوے فی صد ہیں یونانی دو فی صد اور باقی ایک فی صد ہیں۔ البانیہ میں سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز اس کا دارالحکومت ہے۔ لیکن لوگ بڑی تعداد میں البانیہ کے ساحلی علاقوں کا بھی رخ کرتے ہیں۔

بقیہ : ص ۵

نہیں آئے تھے قریباً دو سال پہلے کی بات ہے مبشر صاحب کے لئے پشاوری لنگی کسی کے ہاتھ بھجوائی۔ اس کے بعد مبشر صاحب کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی یہ بھی نہ جا سکے اس سال کے شروع میں میں ان کا حال دریافت کرنے کے لئے ان کے گھر گئی کچھ خالص شہد بھی لیکر گئی تو سوئے ہوئے تھے میں کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد واپس آگئی اٹھنے پر میرے جانے کا پتہ لگا تو سنا کہ بہت محسوس کیا تھا اور ایک اور خوبصورت لنگی دوسرے دن ہی مبشر صاحب کے لئے بھجوا دی میں بہت سوچتی رہی کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق اور موقع دیا تو میں بھی مبشر صاحب کی طرف سے کوئی تحفہ پیش کرونگی مگر وہ انہی دنوں اسلام آباد چلے گئے۔ اور مجھے اپنی اس کوتاہی کا بھی بہت قلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ اور اپنے قرب میں مقام عطا کرے۔

بقیہ : ص ۳

کر دیا تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے حالانکہ اکثر صورتوں میں ایسی عورتیں احتیاط کرتی ہیں اور اگر حسن سلوک کرتی ہیں تو اپنی کمائی سے کرتی ہیں مگر یہ ساسیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں 'خدا کرے آپ میں سے کوئی بھی ایسی ساس نہ ہو' یہ بھی برداشت نہیں کرتیں کہ ایک تعلیم یافتہ لڑکی جو آکر اپنے خاوند پر تمام بوجھ نہیں ڈالتی بلکہ خود کماتی ہے۔ کچھ اپنے گھر پر خرچ کرتی ہے۔ کچھ اپنے غریب بھائیوں اور بہنوں کو دیتی ہے تو یہ چیز ان کی برداشت سے باہر ہوتی ہے اور وہ خاوند کے کان بھرنے شروع کر دیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ اس طرح ہم نے اپنے بیٹے کو جیت لیا ہے اور وہ ہمارا بن کر رہ رہا ہے۔ وہ ہمارا تو بنا ہے یا نہیں بنا اپنا نہ بن سکے گا۔ کیونکہ اس بیٹے کی زندگی تو اجیرن ہو جائے گی جس کا گھر ہی نہیں بس سکا۔

(حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ)

بقیہ : ص ۴

معرفت کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ تک اس کی مخلوقات کے ذریعہ سے ہی پہنچتے ہیں اور جوں جوں ایک کے بعد دوسرے علم کی تکمیل ہوتی اور اس میں وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور ایک علم کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے کا علم حاصل ہوتا چلا جاتا ہے انسان خدا تعالیٰ کی معرفت پاتا چلا جاتا ہے۔ خدا کی ہستی کو ویسے تو ایک اعرابی بھی مانتا ہے مگر اس کے ماننے اور بو علی سینا۔ یا ابن رشد۔ یا ابن خلدون کے ماننے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اعرابی صحرا میں اونٹ کی مینگنیں دیکھ کر اس کی ہستی کا اندازہ لگاتا ہے اور بو علی سینا کائنات کے بھیدوں پر غور کر کے پکار اٹھتا ہے کہ ضرور اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔

مسلمانوں کو دنیا کی قیادت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کو عام کریں۔ تعلیم کی بنیاد رٹے کی بجائے تجسس پر رکھیں۔ جب تک بچہ میں تجسس کے مادے کو پروان نہیں چڑھاتے اس وقت تک بنیاد صحیح نہیں اٹھے گی۔ فکر کو زنجیروں سے آزاد کریں۔ جہاں تک علم کا سوال ہے کوئی علم کسی قوم یا مذہب کی میراث نہیں علم جہاں سے بھی ملے اسے اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز سمجھو کسی علم پر پابندی مت لگاؤ کیونکہ علم کوئی بھی ہو اس سے زیادہ نہیں تو کم سہی فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ اور نہ سہی دماغ کے دریچے ضرور کھولتا ہے۔ اللہ کے رسول نے علم کا حصول مرد اور عورت دونوں پر فرض قرار دیا ہے۔ یہاں فرض کا لفظ استعمال ہوا ہے اسے معاشرہ کو اسی طرح فرض سمجھنا چاہئے جس طرح (عبادت) فرض سمجھی جاتی ہے۔ اور مرد اور عورت کے درمیان حصول علم کے لئے کوئی تفریق نہ کرو جیسا کہ ارشاد سے ظاہر ہے۔ یاد رکھو کہ تمام ترقیات اختلاف رائے سے وابستہ ہیں اگر ایسا نہ ہو تو ہر قسم کی علمی ترقی رک جاتی ہے۔

بقیہ : ص ۱

حضور سجدہ ریز نہیں ہوتے اور اس سے دعائیں نہیں مانگتے ہمیں اس دنیا میں بھی فلاح حاصل نہیں ہو سکتی اور اخروی زندگی میں بھی ہم اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے۔ (دین حق) میں صرف (عبادت) کو ہی (فرمانبردار) مرد اور (فرمانبردار) عورت پر فرض نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے فرائض ہیں جن میں ایک حصہ مالی قربانیوں اور مالی جہاد کا ہے اس لئے جس طرح (عبادت) فرض ہونے سے پہلے بچے کو وہ (عبادت) پڑھائی جاتی ہے کہ جو ابھی اس پر فرض نہیں ہوئی۔ سات سال کے بچے پر ظہر کی (عبادت) عصر کی عبادت مغرب عشاء اور فجر کی عبادتیں فرض نہیں جب ہم ان کو یہ (عبادتیں) پڑھاتے ہیں تو وہ فرض نہیں پڑھ رہے ہوتے اللہ تعالیٰ نے ان پر ان (عبادتوں) کو ابھی فرض ہی نہیں کیا اسی طرح مالی میدان میں بھی بچوں کو اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔ تا وہ ان قربانیوں میں جو خدا کی توحید کے قیام اور اشاعت (دین حق) اور نبی کریم ﷺ کی محبت دلوں میں ڈالنے کے لئے دی جا رہی ہیں۔ ان میں بچپن میں ہی طوعی اور نفلی طور پر حصہ لینے لگ جائیں۔

(از خطبہ فرمودہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۶۶ء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محمد لقمان صاحب دہلوی آف قادیان ابن مکرم محمد سلیمان صاحب دہلوی درویش حال مقیم دارالضیافت ربوہ' جو B.U.C.College,Batala میں کمپیوٹر پڑھاتے ہیں' اردو کمپیوٹر ٹریننگ کے سلسلہ میں آج کل ربوہ آئے ہوئے ہیں اور روزنامہ الفضل میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں تاکہ روزنامہ الفضل کی طرح اخبار "بدر" کو بھی کمپیوٹرائز کیا جا سکے۔
احباب جماعت سے اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

○ عزیز امان احمد ابن مکرم محمد اسحاق صاحب چونترہ (راولپنڈی) تقریباً ایک ہفتہ سے بیمار ہے۔

○ مکرم عنایت اللہ صاحب کارکن دارالضیافت ربوہ عرصہ تین ماہ سے دونوں آنکھوں میں کالا موتیا اتر آنے کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان نے کہا ہے کہ اپریشن کے بعد بھی نظر زیادہ نہیں ہو سکتی۔

○ محترمہ نجمہ شکیل صاحبہ اہلیہ مکرم شکیل احمد صاحب شائق (امریکہ) روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئی ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان سب کو شفاء کاملہ عطا فرمائے۔

تبدیلی نام

○ میری بیٹی عزیزہ فوزیہ چوہدری زوجہ محمود احمد نے اپنا نام تبدیل کر کے فوزیہ احمد رکھ لیا ہے۔ آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

عبدالصمد والد فوزیہ احمد
مکان نمبر P-11/G گلی نمبر ۱
محلہ رحمان پورہ سرگودھا روڈ فیصل آباد

نمایاں کامیابی

○ محترمہ ڈاکٹر رفعت الرحمان صاحب بنت مکرم عبدالرحمان عابد صاحب ٹاؤن شپ لاہور نے ایف سی پی ایس پارٹ II کا امتحان اگست ۱۹۹۳ء میں پاس کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابیوں سے نوازے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۱۲- اکتوبر- گرمی کا اثر ختم ہوتا جارہا ہے- ربوہ کا درجہ حرارت : ۳۳ درجے سنٹی گریڈ

○ نگران وزیراعظم مسٹر معین قریشی نے کہا ہے کہ بے نظیر اور نواز شریف اختلافات ختم کر کے حکومت سنبھال لیں۔ نواز شریف کے مقابلے میں بے نظیر کی سیٹیں بے شک زیادہ ہیں لیکن اتنی بھی زیادہ نہیں کہ وہ حکومت تشکیل دے سکیں۔ مصالحتی انداز سے اختلافات کا خاتمہ ممکن ہے۔ دونوں لیڈر کیچڑ اچھالنے کی بجائے مل کر کام کریں۔ وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں دونوں پارٹیوں میں ثالثی کے لئے تیار ہوں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میری حکومت نہ بن سکی تو دوبارہ الیکشن کرانا پڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ صوبائی الیکشن نے یہ ثابت کردیا ہے کہ عوام مرکز صوبہ محاذ آرائی نہیں چاہتے۔ انہوں نے کہا کہ مرکز اور پنجاب میں واضح اکثریت ہمارے ساتھ ہے ہم بہت جلد قوم کو سرپرائز دیں گے۔ ہم اپنی اتحادی جماعتوں کے ساتھ مل کر مرکز پنجاب اور سندھ میں حکومت بنائیں گے جبکہ سرحد اور بلوچستان میں مخلوط حکومتیں بنائی جائیں گی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہمارے ساتھ قومی اسمبلی میں ۱۰۵- اراکین ہیں۔ نئے انتخابات کا مطالبہ بلاجواز ہے۔ ملک اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

○ نگران وزیراعظم معین قریشی نے کہا ہے کہ نئے انتخابات کی بات اراکین اسمبلی کو جیتنے کی چال ہے۔

○ میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ انتخابات سے سیاسی عدم استحکام میں اضافہ ہوا ہے۔ نتائج سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ انتخابات کو بحران کا حل سمجھ کر جو مشق کی گئی تھی وہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہورہی انہوں نے اسلام آباد میں اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مرکز میں وہی حکومت چلاسکے گا جس کی تین صوبوں میں حکومت ہوگی۔ اپنی پارٹی کے اراکین سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم مرکز اور تین صوبوں میں حکومت بنائیں گے۔ بے نظیر بوکھلا کر نئے الیکشن کی بات کررہی ہیں۔ کئی چھوٹی جماعتیں اور آزاد امیدوار ذہنی طور پر پیپلز پارٹی سے تعاون کے لئے تیار نہیں۔

○ پاکستان مسلم لیگ جونیجو گروپ کے ترجمان نے کہا ہے کہ ہمارا پیپلز پارٹی سے انتخابی اتحاد ہے ہم حکومت سازی میں بھی ساتھ رہیں گے۔ مسلم لیگ (ن) کے ساتھ ہمارے اتحاد کا جھوٹا تاثر چھوٹی سیاسی جماعتوں اور آزاد امیدواروں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے پھیلایا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک نواز شریف مسلم لیگ کی خودساختہ صدارت سے الگ نہیں ہوتے ان سے بات کرنا فضول ہے۔ اسی طرح جب تک نواز شریف وزارت عظمیٰ کے امیدوار ہیں اس وقت تک ان سے کوئی بات نہیں ہوسکتی۔

○ محترمہ بینظیر بھٹو نے جہانگیر بدر کا استعفیٰ قبول نہیں کیا۔ انہوں نے پارٹی کے صوبائی صدر پر اعتماد کا اظہار کیا ہے تاہم لاہور اور راولپنڈی کی پارٹی تنظیموں کو اپنی اصلاح کرنے کی ہدایت کی ہے۔

○ نواز مسلم لیگ کے اراکین نے اپنی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں حالیہ انتخابات کو جانبدارانہ اور غیر منصفانہ قرار دے دیا ہے۔ ان رہنماؤں نے کہا کہ نگران حکومت نے "مینو پلیٹڈ" اور "انجنیئرڈ" انتخابات سے پاکستان کو غیر مستحکم بنانے کی سازش کی۔ الیکشن قوم پر تھوپے گئے۔ مسلم لیگ (ن) اور ان کے اتحادیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہر صورت بے نظیر کا راستہ روکیں گے۔ پارلیمنٹ کے اندر اور پارلیمنٹ کے باہر ان کا بھرپور مقابلہ کیا جائے گا۔ انہوں نے موجودہ انتخابات کو پاکستان کو غیر مستحکم بنانے کی "سازش" کا حصہ قرار دیا۔ محمد علی ہوتی نے کہا کہ انتخابات کے بارے میں عوام کے ذہنوں میں بہت سے شکوک ہیں۔ حمزہ نے کہا کہ معین قریشی نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مخلوط حکومت بنے گی۔ اجمل خٹک نے کہا کہ مسلم لیگ کو ایک سازش کے تحت انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کرنے سے روکا گیا۔ انتخابی گرد کے بادل چھٹیں گے تو بہت سی باتیں سامنے آئیں گی۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو' صدر' وزیراعظم اور آرمی چیف سے ملاقاتوں کے لئے اسلام آباد چلی گئی ہیں۔ جس کے بعد وہ سندھ کی حکومت طے کرنے کے لئے کراچی جائیں گی وہاں سے پشاور پہنچیں گی اور سرحد کی حکومت کا معاملہ طے کریں گی۔ جس کے بعد وہ اسلام آباد آکر جمعہ کو قومی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں شریک ہونگی۔

○ سرحد پیپلز پارٹی کے صدر آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے کہا ہے کہ انہیں آزاد اراکین کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ جس سے اب وہ سرحد میں حکومت سازی کی پوزیشن میں آگئے ہیں۔

○ آرمی کے ترجمان نے کہا ہے کہ آرمی چیف کی طرف انتقال اقتدار کے بارے میں غلط خبر منسوب کی گئی ہے۔ اقتدار کی منتقلی کا عمل جمہوری تقاضوں کے مطابق پورا ہوگا۔ کسی یقین دہانی یا ضمانت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

○ قبائلی علاقے کے چار اراکین قومی اسمبلی نے کہا ہے کہ ابھی ہم غیر جانبدار ہیں ہم نے کسی کا ساتھ دینے کا فیصلہ نہیں کیا۔ ہم سے پیپلز پارٹی اور نواز شریف دونوں نے رابطہ کیا ہے۔

○ مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ فاٹا کے اراکین کا آزادانہ حیثیت برقرار رکھنے کا فیصلہ دانشمندانہ ہے۔ انہیں کسی سیاسی جماعت میں شمولیت پر مجبور کرنا جمہوری عمل سے دشمنی ہوگی۔

○ ملک غلام مصطفیٰ کھر نے سرگودھا ڈویژن کا دورہ کر کے تمام آزاد اراکین کی حمایت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ ان کے ہمراہ ڈاکٹر شیر افگن تھے ان دونوں نے مل کر میانوالی اور بھکر کے آزاد رہنماؤں سے بات چیت کی۔

○ مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ ہمارے بغیر کوئی حکومت نہیں بن سکتی۔ عورت کی حکمرانی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسمبلی میں فیصلہ کن قوت ہوں گے ہم کسی کے محتاج نہیں۔ وہ ہمارے محتاج ہونگے۔ ہم ان کے ناک کی نکیل ثابت ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ مرد اور عورت کے سلسلے میں مجھے نواز شریف اور بے نظیر بھٹو میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

○ میاں چنوں کے محمد اسلم بودلہ نے کہا ہے کہ مجیدہ وائیں کے مقابلے میں ان کی دستبرداری کی خبر جھوٹی اور شرانگیز ہے۔

○ ائیر مارشل ریٹائرڈ نور خان کو آئندہ تین سال کے لئے بنیادی تعلیم کے قومی کمیشن (این سی بی ای) کا چیئرمین مقرر کردیا گیا ہے ان کا عہدہ وفاقی وزیر کے برابر ہوگا۔

○ پنجاب سے ۱۲- آزاد امیدواران نے پیپلز پارٹی کو اپنی حمایت کا یقین دلایا ہے۔ ان میں سے بیشتر وہ ہیں جن کے مقابلے پر پیپلز پارٹی نے امیدوار کھڑے نہیں کئے تھے۔

○ خیال ہے کہ مرتضیٰ بھٹو سندھ اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں شریک ہونگے۔ بیگم نصرت بھٹو نے اپنے بیٹے کو وزیراعلیٰ بنوانے کے لئے اراکین اسمبلی سے رابطے شروع کر دئے ہیں۔

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں- اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں-

DWARFISHNESS COURSE	120	چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE	35	بول بستری کورس
MITTi CHOUR COURSE	25	مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE	40	بے بی گروتھ کورس
MARASMUS COURSE	60	سوکھا پن کورس
BABY TONIC	12	بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE	20	آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULER TEETH CURE	20	بے ترتیب، دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن چار صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ہیٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

گول بازار- ربوہ پاکستان- فون آفس 771 کلینک 606

دانت اچھے صحت اچھی

دانت نکلوانا کوئی علاج نہیں

دانت درد کا فوری علاج

35 سالہ تجربہ کار

دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں- دانتوں کے کراؤن بنوانے کیلئے تشریف لاویں

شریف ڈینٹل کلینک ربوہ 418

دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض مثلاً پائیوریا ماسخورہ، خون کا آنا- پانی کا گرم اور سرد لگنے کا تسلی بخش علاج ◇ فل سیٹ کے ماہر

ٹیڑھے اور بدصورت دانت سیدھے اور خوبصورت کئے جاتے ہیں